پاکستان کے سٹینڈ بائی انتظام کے تحت ایگزیکٹو بورڈ کے تیسرے جائزے کے مکمل ہونے پر عدنان مزارعی ، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، مڈل ایسٹ وسنٹرل ایشیاء ڈیپارٹمنٹ کی پریس کانفرنس

واشنگٹن ڈی۔سی۔

بدھ ، دسمبر 23، 2009ء

مسٹر مزارعی: گڈ آفٹر نون، خواتین وحضرات ، میرا نام عدنان مزارعی ہے' عالمی مالیاتی فنڈ میں پاکستان کیلئے مشن چیف۔ آج IMF کے ایگزیکٹو بورڈ نے پاکستان کے سٹینڈ بائی انتظامات پر تیسرا جائزہ مکمل کیا ہے اور پاکستان کو IMF سے مزید 1.2 بلین ڈالر حاصل کرنے کی اجازت دی ہے۔ اچھی خبر یہ ہے کہ پاکستان میں بڑے پیمانے پر استحکام حاصل کرنے کا پروگرام جاری ہے۔ بجٹ خسارہ اور ایکسٹرنل کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ میں کمی ہوئی ہے۔ زرمبادلہ کے ذخائر ، تین ماہ کی درآمدات سے زیادہ ہوگئے ہیں، اور اہم بات یہ کہ افراط زر 25 فیصد سے کم ہو کر 10 فیصد رہ گیا ہے جس سے غریبوں پر ٹیکس کم ہوا ہے۔

حکومت نے انتظامی اصلاحات کی غرض سے بھی کئی اقدامات کئے ہیں۔ ایسا فریم ورک بنایا ہے جس سے ویلیو ایڈڈ ٹیکس کا نفاذ ہوسکے، ٹیکس انتظامیہ میں بہتری لائی گئی ہے اور مرکزی بنک کی مانیٹری پالیسی کو اور زیادہ آزادی سے چلانے کی اہلیت میں اضافہ اور بنکنگ سیکٹر کی بہتر صلاحیتوں اور اختیارات کے ساتھ نگرانی کو مضبوط کیا گیا ہے۔

تاہم اب بھی اہم چیلنجز برقرار ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ بجٹ کی ضروریات

کو بہتر طور پر منظّم کیا جائے۔ پہلی سہ ماہی کے مالیاتی Outturn اور slippage کو پوری طرح Reverse کرنا ضروری ہے۔مستقبل میں بھی overrun سے بچنا ہوگا تاکہ افراط زر کم رہے۔ معاشی اعتماد بڑھے اور غربت میں کمی، اندرون ملک نقل مکانی کرنے والوں اور سماجی اخراجات میں اضافے کیلئے فنڈز کی دستیابی کو یقینی بنایا جا سکے۔ آنے والے مہینوں میں متوقع بڑھتے ہوئے سیکورٹی اخراجات کیلئے ریونیو جمع کرنے کی کوششیں بڑھانی ہوں گی اور غیر ترجیحی اخراجات کم کرنا ہوں گے۔

عالمی ڈونرز کو بھی چاہیے کہ وہ اس سال اپریل میں ٹوکیو میں کئے گئے وعدوں کو پورا کریں۔ انہیں رقوم کی ادائیگی جلدی کرنا ہونگی تاکہ انفراسٹرکچر، صحت اور تعلیم کے شعبوں میں درکار سرمایہ کاری کی جاسکے۔

افراط زر میں جاری کمی کی وجہ سے مانیٹری پالیسی میں لچک بڑھ رہی ہے جس سے شرح سود کو مزید کم کرنا ممکن ہو جائے گا۔ حکومت کی فنانسنگ کی ضروریات کی غیر یقینیاں مرکزی بنک کی شرح سود میں کمی کی صلاحیت کو محدود کر رہی ہیں۔

مشکل سیاسی اور سیکورٹی حالات کے باوجود معاشی ٹیم نے انتظامی اصلاحات کی کوششیں جاری رکھیں اور وہ اپنے ایجنڈے بالخصوص ٹیکس انتظامیہ کی اصلاحات کو آگے بڑھانے میں کامیاب رہے ہیں۔ اہم اقدامات اٹھائے گئے ہیں جن میں انٹرنل ریونیو سروس کا قیام، ٹیکس فائلنگ اور ریفنڈ سسٹمز کی بہتری اور ٹیکس دہندگان کا آڈٹ شامل ہیں۔ ایک وسیع البنیاد ویلیو ایڈڈ ٹیکس کا یکم جولائی 2010ء سے نفاذ، ٹیکس ریونیو میں اضافے کیلئے لازمی ہے۔ اس سے غربت میں کمی اور پاکستان کے عوام اور فزیکل انفراسٹرکچر میں سرمایہ

کاری ہوگی۔

مالیاتی سیکٹر کو تقویت دینے کیلئے قانون سازی کی کوششیں ہمارے لئے خوش آئند ہیں۔ پارلیمنٹ میں پیش کی جانے والی بنکنگ کمپنیز آرڈیننس میں ترمیم بنکوں کی موثر نگرانی کے عمل کو تقویت دے گی۔ مزید برآں ، ہم سٹیٹ بنک آف پاکستان ایکٹ میں ترامیم کو بھی سراہتے ہیں جس پر صدر پاکستان حال ہی میں دستخط کیے ہیں۔ اس سے سٹیٹ بنک کی آپریشنل خودمختاری میں اضافہ ہوگا۔ ہم اگلے موسم بہار تک ایک بنکرپسٹی لاء کے اجراء کے منصوبے کو بھی خوش آئند سمجھتے ہیں۔

پاکستان کے اصلاحاتی پروگرام کی خاص بات حفاظتی اور سماجی تحفظ کا فروغ ہے۔ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت سماجی تحفظ کو تقویت دینے میں کافی بہتری آئی ہے لیکن یہ مقرر کی گئی رفتار سے سست ہے۔ ہمیں توقع ہے اگلے چند مہینوں میں اس کی رفتار میں تیزی آئے گی۔

میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کے سوالوں کے جواب دے کر خوشی محسوس کروں گا۔

سوال: لون پروگرام میں پاکستان کے بجٹ خسارے کا ہدف کیا تھا؟

مسٹر مزارعی: جون 2010ء میں ختم ہونے والے مالی سال کیلئے بجٹ خسارے کا ہدف GDP کے 4.9 فیصد کے برابر ہے جس میں غیر ملکی امداد سے فنانس کیے جانے والے IDPs کے اخراجات شامل ہیں۔

سوال: کیا یہ وہی ہدف ہے جو 0.3 فیصد کے فرق سے چوک گیا تھا؟

مسٹر مزارعی: ایک سہ ماہی کا ہدف پورا نہیں کیا۔

سوال: اوکے! اور سہ ماہی کا وہ ہدف کیا تھا؟

مسٹر مزارعی: پہلی سہ ماہی یعنی ستمبر کے آخر تک کا کل ہدف GDP کے 1.2 فیصد کے برابر تھا یہ ہدف سے 0.3 فیصد چوک گیا۔ مالی خسارہ اندازاً GDP کے 1.2 فیصد کے برابر ہونا چاہیے تھا جبکہ یہ 1.5 فیصد رہا۔

سوال: پاکستان میں بہت سے شعبوں کی حالت خراب ہے مگر اس شعبے میں بہتری نظر آ رہی ہے۔ آپ کے خیال میں بہت سی بری خبروں میں اس استثنیٰ کی کیا وجہ ہے؟

مسٹر مزارعی: جی! میں ایمانداری کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ پاکستان پچھلے سال بہت مشکل حالات میں تھا۔ حکام نے محسوس کیا کہ انہیں معاشی معاملات کو سنبھالنا ہے۔ ہمارے اور دیگر عالمی مالیاتی اداروں کے مشورے اور مالی امداد نے بھی اس بہتری میں کردار ادا کیا۔ میں پاکستان کی معاشی ٹیم جس کی قیادت وزیر خزانہ ترین صاحب اور گورنر سٹیٹ بنک سلیم رضا صاحب نے کی، کی تعریف کرنا چاہوں گا۔ انہوں نے بہت سے مشکل فیصلے کئے، مشکل سیاسی اور سیکورٹی حالات کے باوجود اپنی اصلاحات کو آگے بڑھایا۔ پھر بھی سب کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ مثلاً ہم نے مالی Slippage پر گفتگو کی ہے۔ لیکن چیزوں کو ٹھیک کرنے کیلئے ہر ممکن قدم اٹھانا چاہیے۔ انہوں نے ایک بہتر ٹیکس انتظامیہ اور ویلیو ایڈڈ ٹیکس کے اگلے سال جون کے آخر تک نفاذ سے متعلقہ امور اور سماجی تحفظ کے فروغ کیلئے مناسب اقدامات کئے ہیں۔ بلاشبہ، بہت سی کوتاہیاں بھی ہیں مگر آگے بڑھنے کیلئے مضبوط ارادہ اور فریم ورک نظر آ رہا ہے۔ بے شک فنڈ نے اور ورلڈ بنک اور ایشین ڈویلپمنٹ بنک جیسے دوسرے امدادی اداروں نے اس سلسلے میں کافی مالی مدد بھی فراہم کی ہے۔

سوال: صرف ایک منسلکہ استفسار۔ بنیادی طور پر آپ نے مستقبل میں سیکورٹی معاملات پر بڑھتے ہوئے اخراجات اور آمدنی بڑھانے اور اخراجات کم کرنے کا ذکر کیا ہے۔ آپ کے خیال میں اس کے لئے کہاں زیادہ کٹوتی کرنا پڑے گی ؟

مسٹر مزارعی: دیکھیں اس کے لیے اخراجات میں کچھ کٹوتی تو کرنا ہوگی۔ حکام نے حال ہی میں ایک کفایت شعاری منصوبے کا اعلان کیا ہے جس کے تحت انتظامیہ کے حجم میں کمی، کابینہ میں وزراء کی کمی، بشمول صدر اور وزیراعظم سرکاری دوروں میں کمی اور غیر منافع بخش سرکاری اداروں میں اصلاحات کی جائیں گی۔ لیکن بلاتکلف میں یہ بھی بتادوں کہ اخراجات میں کٹوتی کرنی پڑے گی۔ بشمول کچھ ترقیاتی اخراجات ، جن کی فنانسنگ ڈونرز کی امداد سے ہونی تھی مگر جن کے لیے امداد ابھی تک ملی نہیں ہے۔ انہیں بڑھتے ہوئے سیکورٹی اخراجات پورے کرنے کیلئے مزید ریونیو حاصل کرنے کے اقدامات بھی کرنے ہوں گے۔

سوال: مجھے موقع دینے کا شکریہ۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ عالمی معاشی طاقتیں پاکستان کی مناسب مدد کررہی ہیں جسے مشکل سیکورٹی چیلنجز کا سامنا ہے اور جو اس کی معاشی کارکردگی کو متاثر کررہے ہیں؟

مسٹر مزارعی: جی ہاں یقیناً میں نے اپنے ابتدائی کلمات میں ذکر کیا تھا کہ ڈونرز نے ٹوکیو میں اگلے تین سالوں کیلئے پاکستان کو 5 بلین ڈالر سے زائد دینے کا وعدہ کررکھا ہے۔ بدقسمتی سے اس اعلان کردہ امداد کا بڑا حصہ ابھی تک موصول نہیں ہوا ہے۔ اس کی وجوہات میں سیکورٹی مسائل بھی شامل ہیں جو پروجیکٹ کے تعین اور عملدرآمد کی راہ میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ ہمیں امید

ہے کہ اگلے چند مہینوں اور سالوں میں ڈونرز اپنے وعدوں کی تکمیل ضرور کریں گے۔ پاکستان کو عالمی برادری سے اس سے کہیں زیادہ مالی مدد کی ضرورت ہے۔